کے موجودہ ڈھانچے بہترین حد تک اس کی مارکیٹنگ، ایڈووکیسی اور آغاز تک کے اہداف کو پورا کرنے کی صلاحیت تو شاید رکھتے ہیں لیکن جیسے جیسے یہ پروگرام پھیلے گا، اس کی سرگرمیوں میں وسعت اور پختگی آئے گی اس میں خاطر خواہ حد تک اٹھان پیدا کرنے، اسے ایک باقاعدہ شکل دینے اور اس میں سرمایہ کاری کی ضرورت ہوگی۔ اس مقصد کے لئے پروگرام کو نجی شعبے کو ساتھ ملانے اور اس کے ساتھ اشتراک عمل کی ایک جارحانہ حکمت عملی وضع کرنا ہوگی اور اس پر عمل کرنا ہوگا تاکہ سرمایہ کاری کے معاملے میں مشترکہ ذمہ داری کا احساس پیدا کیا جاسکے اور جسے منافع بخش اور برابری پر مبنی ملکیت اور کامیابی کی شکل میں پرکشش شکل دی جاسکے۔ نجی شعبے کو نہ صرف سرمایہ کاری بلکہ عملدرآمد اور مینجمنٹ میں بھی قائدانہ کردار دینا ضروری ہوگا۔ بڑے پیمانے کے حکومتی پروگراموں کی ایسی مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں جنہیں سرکاری و نجی شعبے کے اشتراک عمل کے خطوط پر وضع کیا گیا اور ان پر عمل کیا گیا (مثلاً پاکستان پاورٹی الیوئیشن فنڈ، سمال اینڈ میڈیم انٹرپرائزز ڈویلپمنٹ اتھارٹی، ایک ہنر ایک نگر، پاکستان پیس کلیکٹو، پنجاب اربن یونٹ، سندھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن) اور اس پروگرام کو بھی انہی خطوط پر آگے بڑھانا ہوگا۔

- **حقیقی تقاضوں پر مبنی صنفی سرگرمیاں یقینی بنائیں** اپنی ظاہری تشکیل کے اعتبار سے یہ پروگرام بجا طور پر صنفی تقاضوں سے ہم آہنگ ہے کیونکہ صنفی پالیسی ایجنڈا کو بیانیہ میں اپنانا آسان ہوتا ہے۔ لیکن کامیاب جوان کا اصل امتحان اور اس کا اصل اندازہ اس بات سے ہوگا کہ مائیکرو اور میکرو سطح پر تشکیل، لائحہ عمل اور اہداف کے اعتبار سے صنفی سرگرمیوں میں کس حد تک پختہ عزم کا مظاہرہ کیا جاتا ہے اور بھرپور صنفی برابری یقینی بنانے میں یہ کس حد تک اپنا اثر دکھاتا ہے۔ صنفی سرگرمیاں محض خواتین اور لڑکیوں کو شامل کر لینے اور دکھاوے کے کوٹہ وغیرہ تک محدود نہیں ہونی چاہئیں کیونکہ یہ سب ابتدائی مراحل کی باتیں ہیں۔ پاکستانی پارلیمنٹ کو اس حوالے سے ایک عمدہ مثال کے طور پر سامنے رکھا جاسکتا ہے کہ صنف کو محض شمولیت سے آگے، حقیقی تبدیلی لانے والے منظم اور مربوط اقدامات کی جانب کس طرح بڑھا جاسکتا ہے جو نہ صرف خواتین کو درپیش خطرات اور خدشات کو دور کریں بلکہ ان کی منفرد خوبیوں اور ان کی بدولت پیدا ہونے والے مواقع کو بھی پیش نظر رکھیں۔ مثال کے طور پر، موجودہ معاشی رموز کی مروجہ ترجیحات، رکاوٹوں اور صورتحال کا بنیادی تجزیہ کئے بغیر خواتین اور لڑکیوں میں بلاتفریق قرضوں کی تقسیم زیادہ سودمند ثابت نہیں ہوگی۔ پروگرام کو صنفی خودمختاری پر واضح اور ہم آہنگ منطقی فریم ورک وضع کرنا ہوگا جو اس کے تمام اقدامات کو ایک جامع ماڈل کی شکل میں یکجا کرے اور تبدیلی کی علمبردار کی حیثیت سے خواتین کی صلاحیتوں اور اقدار سے صحیح معنوں میں فائدہ اٹھائے۔

- **ٹی وی ای ٹی سرگرمیوں کو تیز اور واضح بنائیں، باقاعدہ شکل میں سرپرستی کا اہتمام کریں:** کم از کم اپنے دائرہ کار کے اعتبار سے تعلیم کا شعبہ اپنی ایک منفرد افادیت رکھتا ہے اور بہت امید افزاء ہے۔ مشترکہ قومی نصاب کا ایجنڈا، مدارس کے انضمام کا پروگرام، بہتر معیار پر مبنی ٹی وی ای ٹی اقدامات، اور انفارمیشن کمیونیکیشن ٹیکنالوجیز پر مبنی سماجی کاروباری سرگرمیاں ظاہر کرتی ہیں کہ ماضی کی بعض آزمودہ کاوشوں کو خیرباد کہہ دیا گیا ہے جو اچھی بات ہے۔ وقت کے ساتھ ان سرگرمیوں کی کامیابی کا اصل امتحان بھی ان کے سلسلے میں دکھایا جانے والا سیاسی عزم، پائیدار وسائل کی دستیابی اور رقوم کی تخصیص، مضبوط اور معیاری مینجمنٹ، اور نجی شعبے کے ساتھ اشتراک عمل ہوگا۔ ٹی وی ای ٹی کے شعبے میں خاص طور پر قومی سطح کی موجودہ ادارہ جاتی قیادت اس شعبے کی اوور ہالنگ اور اصلاح کی ضرورت سے پوری طرح آگاہ اور پرجوش دکھائی دیتی ہے جس کا انحصار تاحال حکومت پر ہی ہے۔[25] تاہم اس کا ایک اوپن آؤٹ بھی ہونا چاہئے تاکہ یہ پتہ لگ سکے کہ ایک عرصے سے جاری مسلسل حکومتی سرمایہ کاری مطلوبہ نتائج دکھانے میں کیوں ناکام رہی ہے۔ نصاب میں تبدیلیاں وقت کی ضرورت ہیں لیکن ایک لبرلائزڈ معیشت میں اس شعبے کے واحد سرپرست کی حیثیت سے ریاست پر بہت زیادہ انحصار کا کلی اور دیانتدارانہ تجزیہ بھی ہونا چاہئے۔ ٹی وی ای ٹی کو صحیح معنوں میں مارکیٹ کے تقاضوں کے مطابق، ترجیحی شعبہ بنانے کے لئے اس پروگرام کو شعبہ صنعت کی ملکیت اور سرمایہ کاری بڑھانے کے لئے بھی جارحانہ انداز میں کام کرنا ہوگا۔ پروگرام کو نئے عالمی اور علاقائی مسابقتی رجحانات اور طلب و رسد کے فریم ورکس کا تجزیہ بھی کرنا ہوگا، خاص طور پر آفات کے خطرات میں کمی سے متعلق بروقت جوابی اقدامات اور بحران کے نمٹنے کے انتظامات کے ابھرتے ہوئے شعبوں میں۔ بین الاقوامی سپلائی ماڈلز اور گزشتہ دہائیوں کی ویلیو چین (Value Chains) خاص طور پر پاکستان کے لئے بہت زیادہ بدل چکے ہیں۔ اس وقت ان ملکوں کی وجہ سے مقابلے کا رجحان اپنے زوروں پر ہے جہاں ہیومن ڈویلپمنٹ انڈکس کے اشاریے بہتر ہیں، قانونی بازپرس سخت ہے اور تعزیری معاشی نظام رائج ہیں جو نہ صرف نائن الیون کے بعد کے سیاسی و جغرافیائی حقائق کا نتیجہ ہیں بلکہ قدرتی اور انسانی آفات اور وباؤں کی وجہ سے بڑھتے خطرات کے پیش نظر بھی ان میں شدت آگئی ہے۔ اس بناء پر شدید ضرورت پیدا ہوگئی ہے کہ رسمی و غیر رسمی اور ٹی وی ای ٹی پروگراموں کی تمام سرگرمیوں میں باہم مربوط طریقے سے ایسی مہارتیں پیدا کرنے پر کام کیا جائے جن کی عملی زندگی میں ضرورت ہے اور جو عالمی شہریت اور آفاقی اقدار کے تقاضوں پر پورا اترتی ہیں تاکہ عمدہ صلاحیتوں کے حامل ایسے نوجوانوں کو تیار کیا جاسکے جنہیں ملکی اور بین الاقوامی منڈیوں میں ترجیحی امیدوار کے طور پر دیکھا جائے۔ اس کے لئے سرپرستی (Mentoring) اور کیریئر کونسلنگ (Career Counseling) کا ایک بھرپور اور شاندار فریم ورک انتہائی ضروری ہوگا۔ نوجوانوں کے لئے محض اتنا کافی نہیں کہ انہیں تعلیم اور مہارتیں دے کر منڈی کی قوتوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے، جو ہمارا قومی تاریخی کلچر اور رویہ رہا ہے۔ نوجوانوں کو رہنمائی، سرپرستی اور معاونت کے دیگر غیر رسمی نظاموں کی ضرورت بھی ہوتی ہے تاکہ وہ معاشی افزائش اور خودمختاری کی پیچیدہ اور پرپیچ گتھیوں کو سمجھ سکیں اور انہیں سلجھا کر آگے بڑھ سکیں۔ نوجوانوں میں ذہنی صحت کے مسائل، منشیات کے استعمال اور خودکشی کی قومی شرح میں تیز اضافہ کے پیش نظر اشد ضروری ہے کہ نوجوانوں سے متعلق تمام سرگرمیوں کے ساتھ سماجی و نفسیاتی معاونت، باقاعدہ سرپرستی اور سماجی و معاشی انضمام کی معاونت پر مبنی رہنمائی کے جامع فریم ورکس کو بھی ان کا حصہ بنایا جائے۔[26]

- **صحت اور شمولیت کو ترجیح دیں:** ماضی کی کاوشوں کی طرح اس بار بھی سب سے کمزور پہلو نوجوانوں کی صحت اور شمولیت ہے جبکہ زیادہ تر مجوزہ سرگرمیاں آج بھی محض کاغذوں تک محدود ہیں۔ قومی ترقی کے لئے جہاں نوجوان طبقے کی صلاحیتوں سے بھرپور فائدہ اٹھانا ضروری ہے، وہیں ان کی صحت اور آسودہ حالی کو بھی ترجیحی حیثیت ملنی چاہئے۔ کرونا وائرس پر تازہ ترین حکومتی اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستانی نوجوانوں کو بالخصوص بڑے پیمانے پر صحت کے بحران کا خطرہ درپیش ہے۔ لہٰذا، نوجوانوں کی ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے صحت سے متعلق ایک سرگرمی کو کامیاب جوان پروگرام کے فریم ورک کے تحت کئے جانے والے وعدوں[27] کی بنیادی سرگرمیوں میں شامل کرنا ضروری لگتا ہے۔ پرجوش اور پرعزم بیانیہ سے ایک قدم آگے بڑھاتے ہوئے پروگرام کو ایسے مخصوص نوعیت کے اقدامات متعارف کرانا ہوں گے جو نوجوانوں کی ابھرتی ہوئی شناخت، ان کی علمی صلاحیتوں، امنگوں اور انسانی تقاضوں سے ہم آہنگ ہوں۔ پروگرام کو اس ظاہری دکھاوے والے رجحان سے بچ کر چلنا ہوگا جس کے تحت زیادہ تر سرگرمیاں محض اشتہارات چھاپنے اور روایتی انتخابی سیاست کے تصور کے گرد گھومتی رہ جاتی ہیں۔ اس کے بجائے مختلف مراعات پیدا کرنا ہوں گی اور انہیں ریاست اور شہری کے درمیان اعتماد پر مبنی ہمہ گیر تعلق کے ساتھ جوڑنا ہوگا تاکہ نوجوانوں کے لئے ایسی راہیں پیدا کی جاسکیں کہ وہ اپنا آپ سامنے لا سکیں اور ترقی پسند پاکستان کے ذمہ دار، ثمر آور شہری بن سکیں جو، کُل کا جزو لازم ہو۔ پاکستان کے دور افتادہ، کٹے ہوئے علاقوں کے وہ نوجوان، جو تعلیم، روزگار یا تربیت سے بھی باہر ہیں، ان کے لئے خاص طور پر یہ ضروری ہوگا کیونکہ وہ لوگ قومی ترقی کے ہر عمل کی پہنچ سے باہر اور چشم پوشی کا شکار رہ جاتے ہیں۔ اس ضمن میں وزیراعظم کی یوتھ کونسل کو پوری طرح کام پر لگایا جائے اور شمولیت کے کاغذی منصوبوں کو جلد از جلد عملی شکل دی جائے۔ خواتین، لڑکیوں، خواجہ سراؤں، خصوصی

25 عرب نیوز، حسن، جاوید (2019)، Empowering the country's youth should be Pakistan's national priority۔ جو یہاں سے دستیاب ہے: https://www.arabnews.pk/node/1458341

26 ڈان، حسن، تنزیل (2019)، Why are more Pakistani's taking their own lives?۔ جو یہاں سے دستیاب ہے: https://www.dawn.com/news/1481826

27 دی نیوز (2020)، Young people form majority of coronavirus cases in Pakistan: Dr. Zafar Mirza۔ جو یہاں سے دستیاب ہے:
https://www.thenews.com.pk/print/634671-young-people-form-majority-of-coronavirus-cases-in-pakistan-dr-zafar-mirza

صلاحیتوں کے حامل اور تنازعہ یا بحران سے متاثرہ نوجوانوں کے تقاضوں کے مطابق وضع کی گئی سرگرمیوں کو ایسے اقدامات پر ترجیح دی جائے جن میں ہر طبقے کی مخصوص ضروریات کے مطابق سرگرمیاں تشکیل دینے کے بجائے سب کو ایک ہی وردی پہنا دی جاتی ہے۔

- **اعداد و شمار کے تجزیئے تیار کریں اور انہیں پھیلائیں:** سابقہ حکومتوں نے اسی طرح کے پروگراموں پر اربوں روپے کا سرمایہ لگایا لیکن نقد نتیجہ کہیں نظر نہ آتا تھا کیونکہ ان میں باقاعدہ بنیاد پر شفاف نگرانی، رپورٹنگ اور اثرات کے تجزیہ کے نظاموں، ڈیٹا اور معلومات کی کمی تھی۔ چونکہ وہ سیاسی حکومتیں تھیں اس لئے 2013 اور 2018 کے انتخابات میں انہیں اس کی قیمت چکانا پڑی۔ اب بھی وقت آنے پر عوام اپنا تجزیہ کریں گے اور اپنا فیصلہ سنائیں گے جو شاید تین گنا زیادہ شدت کا حامل ہوگا کیونکہ موجودہ حکومت زیادہ تر کام نوجوانوں کے لئے کر رہی ہے۔ اپنے پالیسی مفروضوں کا جواز پیش کرنے اور انہیں آزمانے کے علاوہ معلومات کی بنیاد پر پالیسی فیصلوں اور ایڈووکیسی کے لئے شواہد تیار کرنے کے لئے بھی لازم ہوگا کہ پروگرام کے تحت نگرانی، رپورٹنگ، شفافیت، اثرات کے تجزیہ، معلومات، ابلاغ، شکایات کے ازالہ، اور ادارہ جاتی اور پارلیمانی سطحوں پر استعداد کے پیمانے وضع کرنے کا بھرپور اور ہمہ گیر نظام تشکیل دیا جائے جس کے ذریعے عوام کو بتایا اور سمجھایا جا سکے کہ عوام کا پیسہ عوام کی زیادہ سے زیادہ بھلائی یقینی بنانے پر کس طرح لگایا جا رہا ہے۔ عمدہ طرز حکمرانی میں شفاف اور سب کی شمولیت پر مبنی تحقیق، شواہد پر مبنی پالیسی سازی، پروگرام سرگرمیوں اور بجٹ سازی کی معلومات کی مرکزی حیثیت اب محض ایک آئیڈیا تک محدود نہیں رہ گئی۔ کامیابی کا اندازہ لگانے، دوسروں کو اس بارے میں بتانے اور اسے ممکن بنانے میں یہ باتیں اب کلیدی حیثیت رکھتی ہیں۔

- **قوم کے اندر احساس ملکیت پیدا کریں:** آخری بات، حکومت کے کامیاب جوان پروگرام کے بھرپور اثرات اور اس کی پائیداری کا انحصار محض اس کے وسائل اور پارٹنرشپس کے علاوہ وزیراعظم آفس سے لے کر نیچے تک اسے ملنے والی جائز حیثیت پر ہی نہیں ہوگا بلکہ اس بات پر بھی ہوگا کہ آیا یہ تمام تر حکومتی مشینری کے ایک ایسے مشن کی شکل اختیار کرتا ہے جس پر ریاست کے تمام ستونوں میں احساس ملکیت پایا جاتا ہو اور جو سب کے حقوق یقینی بناتے ہوئے اس پر عملدرآمد کریں، جن میں پارلیمنٹ، صوبائی حکومتیں، سٹریٹجک وفاقی و صوبائی وزارتیں، مشترکہ مفادات کونسل، اقتصادی رابطہ کمیٹی، اور حال ہی میں تشکیل دی گئی قومی ترقیاتی کونسل بھی شامل ہیں۔ شروع میں پروگرام کی ایڈووکیسی سرگرمیوں کے دوران نوجوانوں سے متعلق باقاعدہ پالیسی سازی کو طرز حکمرانی کا کلیدی جزو بنانے کے لئے نوجوان حامی قانون سازی متعارف کرانے کا ذکر بھی سننے میں آیا تھا لیکن وقت کے ساتھ لگتا ہے کہ ان ارادوں میں جان نہیں رہی یا یہ اپنی ترجیحی حیثیت کھو بیٹھے ہیں۔ شدید قطبیت کا شکار موجودہ قومی سیاسی اور عدم ارتکاز پر مبنی طرز حکمرانی کے ماحول میں یہ اثرات اور پائیداری کے لئے خطرات پیدا کرنے والا بڑا عامل ہے جس پر پروگرام کو مثبت انداز میں کام کرنا ہوگا اور اس سلسلے میں تمام قانونی، قانون سازی، ادارہ جاتی، اور سیاسی، غرض ہر لحاظ سے ممکنہ راہوں کا جائزہ لینا ہوگا۔ وزیراعظم آفس وفاق کی علامت ہے اور اپنی اس قومی ترجیحی کاوش میں تمام متعلقہ فریقوں کی شمولیت یقینی بنانے کے لئے اسے 'کوآرڈینیٹر اینچیف' کے طور پر زیادہ ذمہ داری لینا ہوگی۔

پاکستان کے پیچیدہ اور انتہائی متلون ملکی سیاق و سباق میں نوجوانوں کی خودمختاری اور ترقی سے متعلق حکومتی سرگرمیوں کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ ہمت و استعداد کی بلندیوں کو چھوتے ان نوجوانوں کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چل سکیں اور ان کے تقاضوں کو پوری طرح نبھا سکیں جو مستعدی اور تیز رفتاری کے خوگر ہیں، عمل کی قوت سے لبریز ہیں اور سیاسی لحاظ سے صائب الرائے ہیں۔ قصہ مختصر، نوجوانوں سے متعلق کامیاب پروگرام سرگرمیوں میں محض پہلے سے طے شدہ ایجنڈوں پر عملدرآمد کافی نہیں ہوگا بلکہ ذو فہمی پر مبنی ایسی لچکدار سوچ بھی اپنانا ہوگی جو ابھرتے ہوئے سماجی و سیاسی اور معاشی حقائق کے ساتھ ساتھ ان عالمی بحرانوں (مثلاً کرونا وائرس) کا بھی موثر جواب دے سکے جنہیں غور و خوض اور تشکیل کے ابتدائی عمل میں شاید ملحوظ خاطر نہ رکھا گیا ہو۔

© UNDP Pakistan

© UNDP Pakistan

خصوصی فیچر

ہمارے نوجوانوں کی خود مختاری

وزیراعظم کا کامیاب جوان پروگرام

خصوصی فیچر

وزیراعظم کا کامیاب جوان پروگرام: نوجوانوں کو بااختیار بنانے کے لئے سرگرم

عثمان ڈار

وزیراعظم کے معاون خصوصی برائے امور نوجوانان

ہماری آج کی دنیا دس سے چوبیس سال عمر کے ایک ارب اسی کروڑ سے زائد نوجوانوں کی دنیا ہے جن کی اکثریت پاکستان جیسے ترقی پذیر ملکوں میں رہتی ہے۔ محرومیوں کا شکار یہ نوجوان امیر اور مستحکم ممالک کے نوجوانوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ غربت، معاشی عدم مساوات اور سیاسی عدم استحکام کا شکار ہیں۔ ترقی کی راہ میں درپیش یہ چیلنج پاکستان میں سب سے نمایاں ہے جہاں آبادی کے میدان میں کئی فعال تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔ گزشتہ دو دہائیوں کے دوران بدترین عالمی دہشت گردی کا شکار رہنے والے ممالک کی صف میں شامل پاکستان آبادی کے لحاظ سے دنیا کا پانچواں بڑا ملک ہے جس کا شمار دنیا کے انتہائی کم سن ممالک میں ہوتا ہے۔ اس وقت یہاں نوجوانوں کی سب سے بڑی نسل موجود ہے جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی یعنی 68 فیصد پاکستانی تیس سال سے کم عمر ہیں جبکہ 27 فیصد کی عمریں پندرہ سے انتیس سال کے درمیان ہیں۔

نوجوانوں کی بڑی اکثریت کو کثیر جہتی اور شعبہ جاتی خطرات کا سامنا ہے جو دراصل بامعنی سماجی شمولیت اور معاشی خودمختاری کے معاملے میں مواقع کی کمی کا نتیجہ ہے۔ اس وقت نوجوانوں میں شرح خواندگی 30 فیصد ہے اور وہ پاکستان کی کل افرادی قوت (15 سے 64 سال کے درمیان) کا تقریباً 42 فیصد ہیں اور کل رائے دہندگان میں ان کا تناسب تقریباً 44 فیصد ہے۔ نیشنل ہیومن ڈویلپمنٹ رپورٹ، 2017، کے مطابق ہر سال تقریباً چالیس لاکھ پاکستانی نوجوان کام کرنے کی عمر کو پہنچتے ہیں اور ان لوگوں کو روزگار کی منڈی میں کھپانے کے لئے آئندہ پانچ سال کے عرصے میں روزگار کے 45 لاکھ نئے مواقع کی ضرورت ہوگی۔ غیر نصابی سرگرمیوں اور بامعنی شمولیت کے مواقع بھی محدود ہیں اور ہمارے نوجوانوں کی اکثریت کو اپنے علاقوں میں لائبریریوں، سینما گھروں اور پارکوں جیسی عوامی سہولیات میسر نہیں ہیں۔

یہ برجستہ حقائق ہمارے ملک کے مستقبل کے بارے میں کڑے سوالات کو جنم دیتے ہیں اور اپنی اولین قومی پالیسی ترجیح اور انسانی سلامتی کے معاملے کے طور پر ہمیں ان کے جوابات تلاش کرنا ہوں گے۔ لہٰذا حکومت پاکستان نے غیر متزلزل عزم کے ساتھ ان کے عمدہ اور قابل عمل حل تلاش کرنے اور انہیں عمل میں لانے کے سفر کا آغاز کیا ہے تاکہ ان مشکلات میں کمی لاتے ہوئے اپنے ملک میں موجود 'ہجوم نوجواناں' کو ایک ایسی قوت میں تبدیل کیا جاسکے جو ترقی پسندانہ سماجی و معاشی اور سیاسی تبدیلی کے عمل کو بھرپور انداز میں آگے بڑھائے۔

نوجوانوں کی خودمختاری کے اس قومی سفر میں پہلے قدم کے طور پر ہم نے حکومت پاکستان کا 'نیشنل یوتھ ڈویلپمنٹ فریم ورک' (این وائی ڈی ایف) وضع کیا ہے۔ اس فریم ورک کے تحت نوجوانوں کو مرکزی حیثیت دیتے ہوئے تین اہم شعبوں میں سرمایہ کاری کی جائے گی جو پاکستان کے مستقبل کے لئے بہترین لائحہ عمل ثابت ہوسکتا ہے۔ یہ شعبے درج ذیل ہیں: 1) معیاری تعلیم، 2) ثمر آور روزگار، اور 3) بامعنی شمولیت۔ ہر طرح کے مسائل اور خدشات کا احاطہ کرنے والے ان تین شعبوں کو سامنے رکھتے ہوئے این وائی ڈی ایف کے تحت چھ مرکزی موضوعاتی شعبوں میں سٹریٹجک، عملی اور بروقت سرمایہ کاری کا تعین کیا گیا ہے یعنی محرومیوں کا شکار نوجوانوں کو مرکزی دھارے میں لانا، روزگار اور معاشی خودمختاری، شہری شمولیت، سماجی تحفظ، صحت و آسودگی، اور نوجوانوں سے متعلق ادارہ جاتی اصلاحات۔ ان مرکزی موضوعات کے تحت مختلف اقدامات اور سرگرمیوں کی منصوبہ بندی جاری ہے اور ان پر وفاقی، صوبائی اور نچلی سطح پر وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی مشترکہ کوششوں سے کام کیا جائے گا تاکہ ان کے بھرپور ثمرات کو یقینی بنایا جاسکے۔

وزیراعظم پاکستان نے حال ہی میں کامیاب جوان پروگرام کا آغاز کیا ہے جو این وائی ڈی ایف کے وژن اور اس یقین پر مبنی ہے کہ آج کے نوجوان کل کے خوشحال پاکستان کے علمبردار ہیں۔ یہ ایک جامع پروگرام ہے جس کا مقصد 'ہجوم نوجواناں' کو بااختیار بنانا ہے اور پہلے مرحلے میں دس لاکھ پاکستانی نوجوان اس سے مستفید ہوں گے۔ اس پروگرام کے منصوبے میں چھ کاوشیں شامل ہیں: 1) یوتھ انٹرپرینیورشپ سکیم، 2) سکلز فارآل پروگرام، 3) گرین یوتھ موومنٹ، 4) نیشنل انٹرن شپ پروگرام، 5) سٹارٹ اپ پاکستان پروگرام، 6) جوان مرکز انیشیٹو۔

کامیاب جوان پروگرام کے تحت حکومت نے پہلی دو کاوشوں یعنی یوتھ انٹرپرینیورشپ سکیم اور سکلز فارآل پروگرام کا باضابطہ آغاز کر دیا ہے۔ یوتھ انٹرپرینیورشپ سکیم کا مقصد ''ہنر سے کاروبار تک'' کے وژن کے تحت روزگار کے ایک کروڑ مواقع پیدا کرنا ہے جس میں نوجوانوں کو خودکفالت کی راہ پر بڑھانے کے لئے بنیادی اثاثوں کی منتقلی، اس کے بعد ایک لاکھ روپے تک کے بلاسود قرضے، پھر چھوٹے قرضے اور اس کے بعد ڈھائی کروڑ روپے تک کے چھوٹے قرضے دیئے جائیں گے۔ یہ سکیم تین بڑے محکموں یعنی پاکستان پاور ٹی ایجوکیشن فنڈ (پی پی اے ایف)، اسٹیٹ بینک آف پاکستان (ایس بی پی) (مع تین دیگر بڑے بینک جن میں نیشنل بینک آف پاکستان، بینک آف پنجاب اور بینک آف خیبر شامل ہیں) اور سمال اینڈ میڈیم انٹرپرائز اتھارٹی (سمیڈا) کے ساتھ مل کر وضع کی گئی ہے تاکہ اس پر بلاروک ٹوک کام کو یقینی بنایا جاسکے۔ یہ ادارے مل کر بلاسود قرضوں کے پروگرام، قرض کی شکل میں سب سڈیز اور کاروباری تربیتی سرگرمیوں پر کام کریں گے۔ اس سکیم سے فائدہ اٹھانے والے افراد مستقبل کی افرادی قوت بنیں گے اور اپنے ہم وطنوں کے لئے مواقع پیدا کرتے ہوئے غربت کے خاتمے میں مدد دیں گے۔

سکلز فارآل پروگرام، کامیاب جوان پروگرام کے تحت شروع کیا گیا ایک اور پروگرام ہے جس کا مقصد پاکستانی نوجوانوں کو مختلف تکنیکی مہارتوں سے لیس کرنا ہے جو مستقبل میں ان کے لئے بامعنی مواقع پیدا کریں گے۔ پروگرام کے تحت نوجوانوں کو اعلیٰ درجے کی ہائی ٹیک ٹیکنالوجیز میں مہارتیں فراہم کرنے پر توجہ مرکوز کی جارہی ہے، ایک نیشنل ایمپلائمنٹ ایکسچینج پروگرام قائم کیا جارہا ہے جو ٹھوس نوعیت کے قومی اور بین الاقوامی روزگار کے مواقع مہیا کرے گا اور ٹیکنیکل اینڈ ووکیشنل ایجوکیشن اینڈ ٹریننگ (ٹی وی ای ٹی) کے سرکاری اداروں میں سمارٹ ٹیک لیبارٹریاں اور بزنس انکیوبیشن سنٹر قائم کئے جارہے ہیں۔ یہ پروگرام سب کی شمولیت پر مبنی ہے جس میں نہ صرف شہری علاقوں کے نوجوانوں کو ہدف بنایا جارہا ہے بلکہ پسماندہ اضلاع کے نوجوانوں کے ساتھ ساتھ مدارس کے طلبہ پر بھی توجہ مرکوز کی جارہی ہے۔

کامیاب جوان پروگرام کے باقی منصوبوں پر اس وقت ابتدائی کام جاری ہے۔ آغاز پر ان کے تحت ماحولیاتی لحاظ سے جدت آمیز منصوبوں کے

لئے گرانٹس مہیا کی جائیں گی جن سے ماحولیاتی مسائل سے نمٹنے میں مدد ملے گی اور اس میں اپنے سٹارٹ اپس شروع کرنے کے لئے نوجوانوں کی معاونت بھی شامل ہے۔

کرونا وائرس کی موجودہ وباء سے نمٹنے کی کوششوں میں بھی نوجوان پاکستانی ہماری سب سے بڑی قوت ہیں۔حکومت نے حال ہی میں کرونا ریلیف ٹائیگر فورس کا اعلان کیا ہے جو کرونا وائرس سے نمٹنے کی امدادی سرگرمیوں میں مدد دینے کے لئے نوجوانوں کا ایک رضاکار پلیٹ فارم ہے۔ پروگرام کا اعلان ہونے کے چند ہفتوں کے اندر ہی دس لاکھ سے زائد نوجوانوں نے کرونا ریلیف ٹائیگر فورس میں شامل ہونے کے لئے اپنی رجسٹریشن کرادی تھی۔ یہ نوجوان رضاکار، خطرات سے پاک طریقہ کار کے تحت کام کرتے ہوئے حکومت کو راشن کی تقسیم، مساجد میں سماجی فاصلے کے اصولوں پر عملدرآمد، قرنطینہ مراکز کے انتظام وانصرام، منافع خوروں اور ذخیرہ اندوزوں کی نشاندہی اور کرونا وائرس اور اس کی روک تھام کے اقدامات کے بارے میں آگاہی پیدا کرنے میں مدد دے رہے ہیں۔ پاکستانی نوجوانوں کا جوش وجذبہ اور توانائیاں لائق تحسین ہیں اور ملک کے تمام علاقوں سے تعلق رکھنے والے رضاکار ہر طرح کی وابستگیوں سے بالاتر ہو کر کرونا وائرس کے پھیلاؤ کو روکنے اور معاشرے کے انتہائی کمزور طبقات کی معاونت میں مدد دے رہے ہیں۔

نوجوانوں کی آواز اور شمولیت پائیدار ترقی کے اہم ترین اجزاء میں شمار ہوتے ہیں اور طویل مدتی پالیسی سازی کے لئے اہم ہیں۔حکومت نے اپنے کامیاب جوان پروگرام اور کرونا ریلیف ٹائیگر فورس کے ذریعے نوجوانوں کو خودمختار بنانے کا تہیہ کر رکھا ہے۔اس سلسلے میں نوجوانوں کو سودمند مواقع فراہم کئے جا رہے ہیں اور تبدیلی کے اس قومی ایجنڈا میں پاکستانی نوجوانوں کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔اس مقصد کے حصول کے لئے ہم باقاعدہ طریقہ کار کے تحت انتھک کام کریں گے اور دوطرفہ ٹھوس سیاسی عمل کو آگے بڑھاتے ہوئے نوجوان حامی پالیسیاں لائیں گے اور نجی وسرکاری شعبے کے اشتراک عمل اور نوجوان حامی ایکوسسٹم کے لئے گلوبل الائنسز سے فائدہ اٹھائیں گے۔ نئے اور بدلے ہوئے پاکستان سے وابستہ اپنی ان امیدوں کے تحت ہم معاشی لحاظ سے سودمند، سیاسی طور پر ذمہ دار اور سماجی لحاظ سے آپس میں جڑے نوجوانوں کو اس طریقے سے مدد دے رہے ہیں کہ میرٹ، برابری، رضاکارانہ سرگرمیوں، سب کی شمولیت اور برداشت جیسی اقدار جن کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہوں۔ ہم کسی کو پیچھے نہیں چھوڑیں گے اور تمام اقدامات اور سرگرمیوں میں سب طبقات اور سب افراد کو شامل کیا جائے گا۔اس طرح یہ فریم ورک اور پروگرام اس اجتماعی سفر میں حکومت کی طرف سے آگے بڑھائے جانے والے اس اہم ترین عمل کی علامت ثابت ہوگا جس کے ذریعے پاکستانی نوجوانوں کو زندگی کے ہر شعبے میں کامیاب جوان بنایا جائے گا۔

© UNDP Pakistan

سروے

نوجوانوں اور نوعمر افراد کے خیالات کا سروے

نتائج کا خلاصہ

نوجوانوں اور نوعمر افراد کے خیالات کا سروے

اپریل اور مئی 2020 کے دوران یو این ڈی پی، یونیسیف اور یو این ایف پی اے پاکستان نے اپنے پارٹنرز 'ویامو' (Viamo) اور اکاؤنٹیبلٹی لیب پاکستان کے ساتھ مل کر ملک بھر کے دس ہزار سے زائد نوجوانوں کا ایک سروے کیا جس کا مقصد آبادی کے ان طبقات میں کرونا وائرس کی وباء کے اثرات اور اس پر کئے گئے جوابی اقدامات کو سمجھنا تھا۔ یہ سروے آن لائن طریقے سے کیا گیا جس کا لنک سوشل میڈیا اور واٹس ایپ کے ذریعے پھیلایا گیا جبکہ انٹرایکٹو وائس رسپانس (آئی وی آر) کے ذریعے آف لائن طریقے سے بھی نوجوانوں نے اس میں حصہ لیا۔

سروے میں حصہ لینے والے افراد کا پس منظر اور بنیادی معلومات

جوابات کی تعداد

سروے کے تحت چاروں صوبوں کے علاوہ آزاد جموں وکشمیر، گلگت بلتستان اور وفاقی دارالحکومت اسلام آباد کے 146 اضلاع سے 10,437 جوابات موصول ہوئے۔

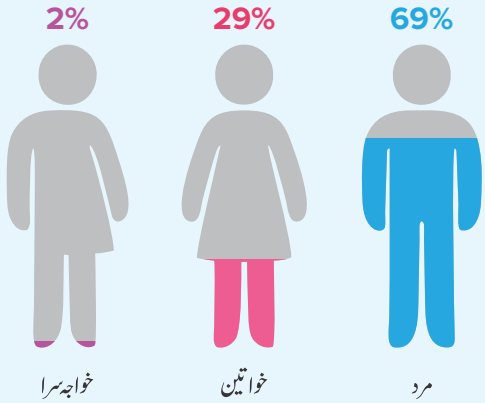

تعلیم کی سطح

75 فیصد شرکاء کم از کم ماسٹرز ڈگری کے ساتھ اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے۔

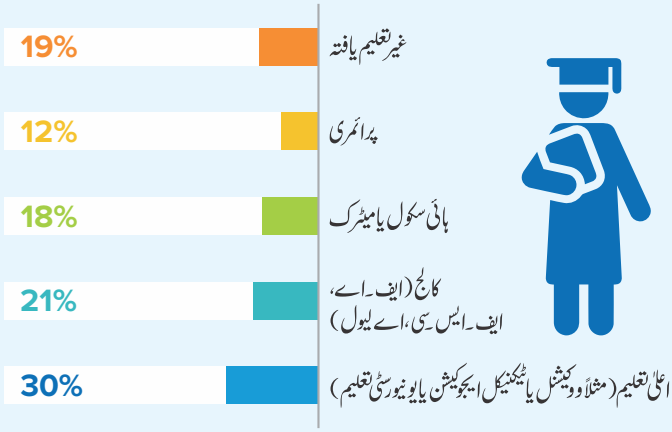

عمر (سال)

روزگار کی کیفیت

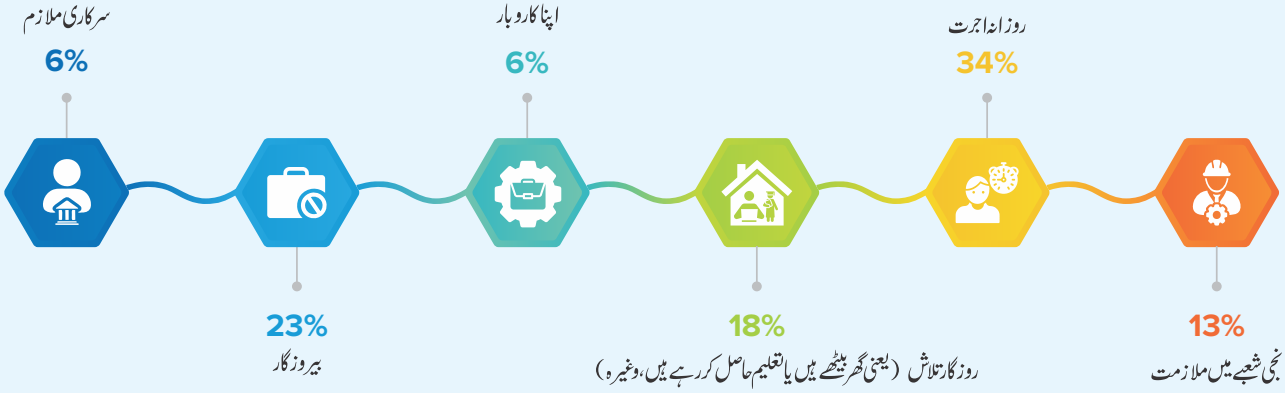

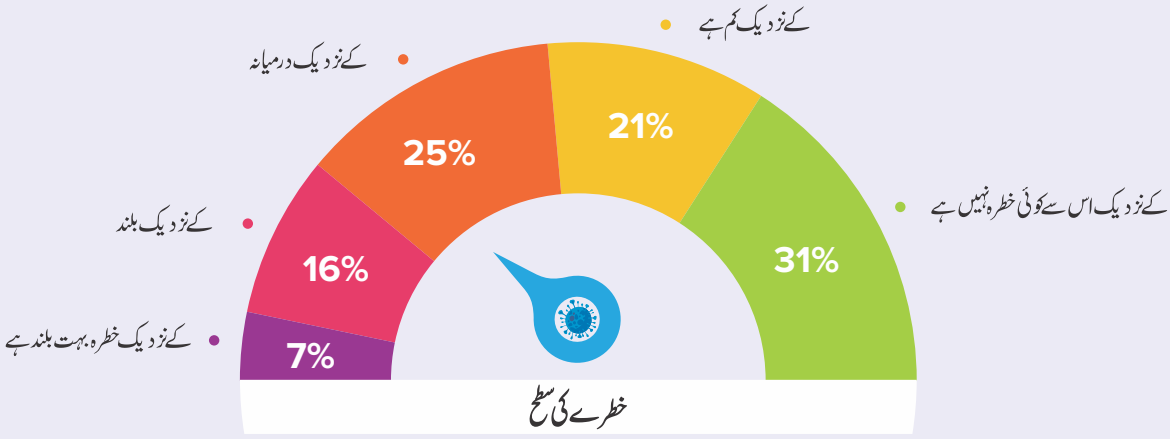

پریشان کن اثرات

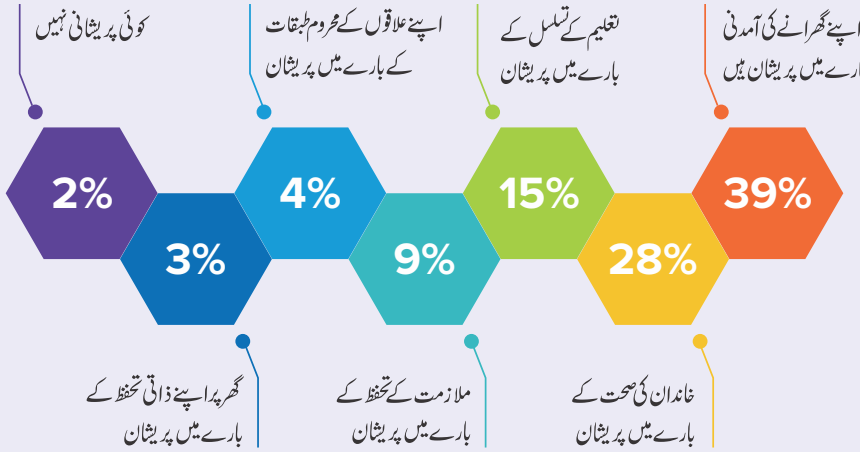

دوسرے لوگوں کا اثر و رسوخ

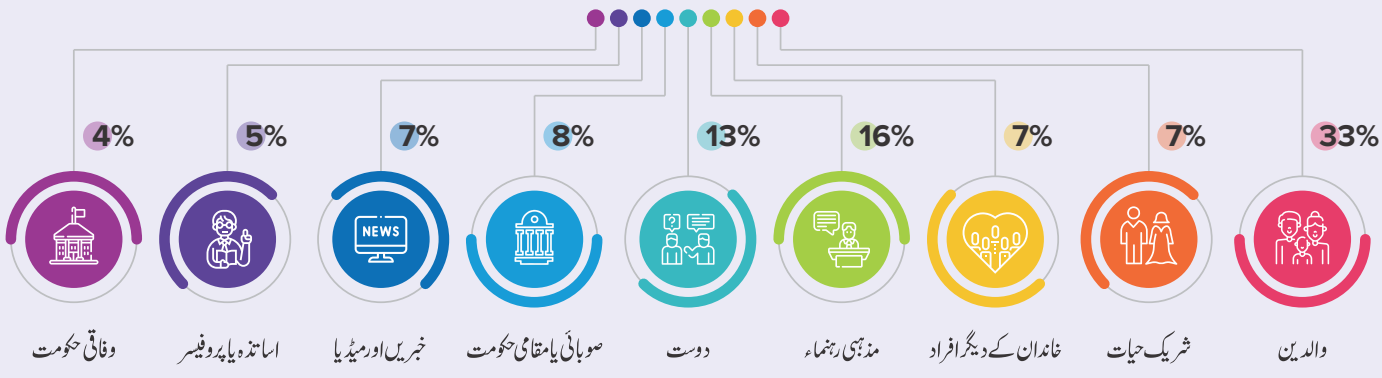

ذہنی صحت پر اثرات

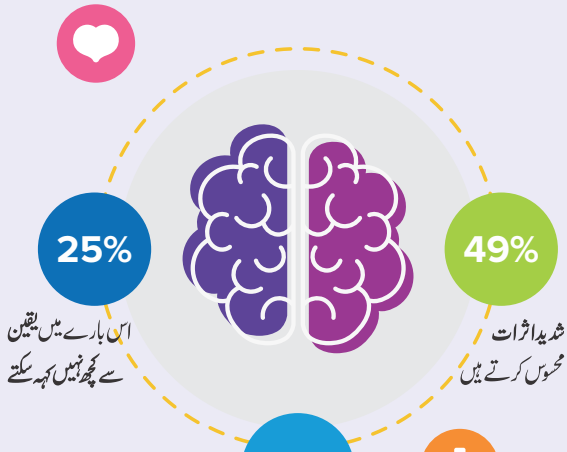

آگاہی میں اضافہ اور معاونت

55% کووڈ-19 کا پھیلاؤ روکنے کے لئے سماجی فاصلے کے اصولوں پر عمل کر رہے ہیں، گھروں پر ہیں اور اپنے ہاتھ باقاعدگی سے دھو رہے ہیں۔

14% اپنے علاقے کے کمزور افراد کی خدمت کر رہے ہیں اور آگاہی پھیلا رہے ہیں

12% کووڈ-19 کے سلسلے میں امدادی سرگرمیوں پر کام کرنے والی تنظیموں کے ساتھ سرگرم عمل ہیں

10% افواہوں اور جھوٹی خبروں کا اثر زائل کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں

9% جوابی آراء اور تجاویز کی شکل میں مقامی حکومت کی مدد کر رہے ہیں

حفاظتی اقدامات

7% کو نوجوانوں کی زیر قیادت ہونے والی سرگرمیوں کی بدولت

8% کے بقول پاکستان کے حالات کے بارے میں آراء ظاہر کرنے کے پلیٹ فارموں کے ذریعے

17% کا کہنا ہے کہ گھر پر تعلیم و تربیت کی سرگرمیوں سے

20% کے بقول وہ کووڈ-19 کے بارے میں زیادہ معلومات مہیا کر رہے ہیں

27% کے خیال میں گھر پر آمدنی کے بہتر مواقع کی بدولت

21% کو لگتا ہے کہ حکومت کی زیر قیادت امدادی سرگرمیوں سے

کووڈ-19: ماضی، حال اور مستقبل

مستقبل کے امکانات

کووڈ-19 کے بعد معاشی تبدیلی

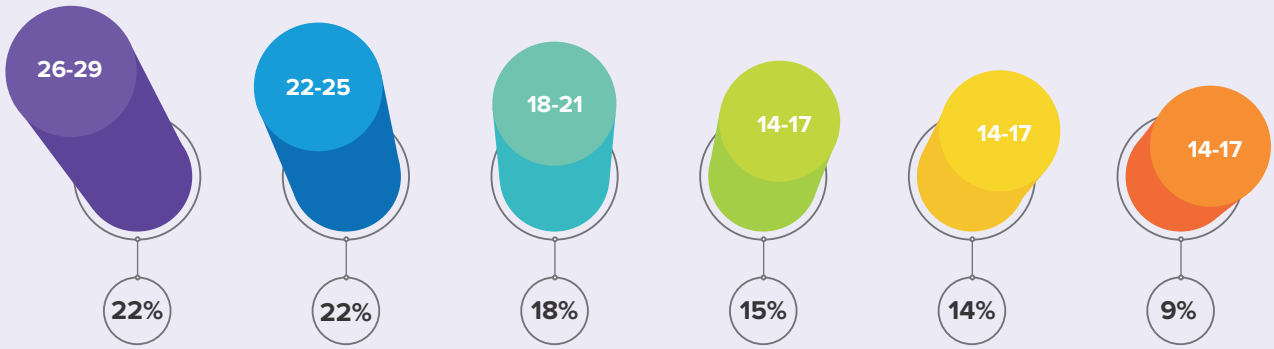

کووڈ-19 کے بعد بڑے خدشات

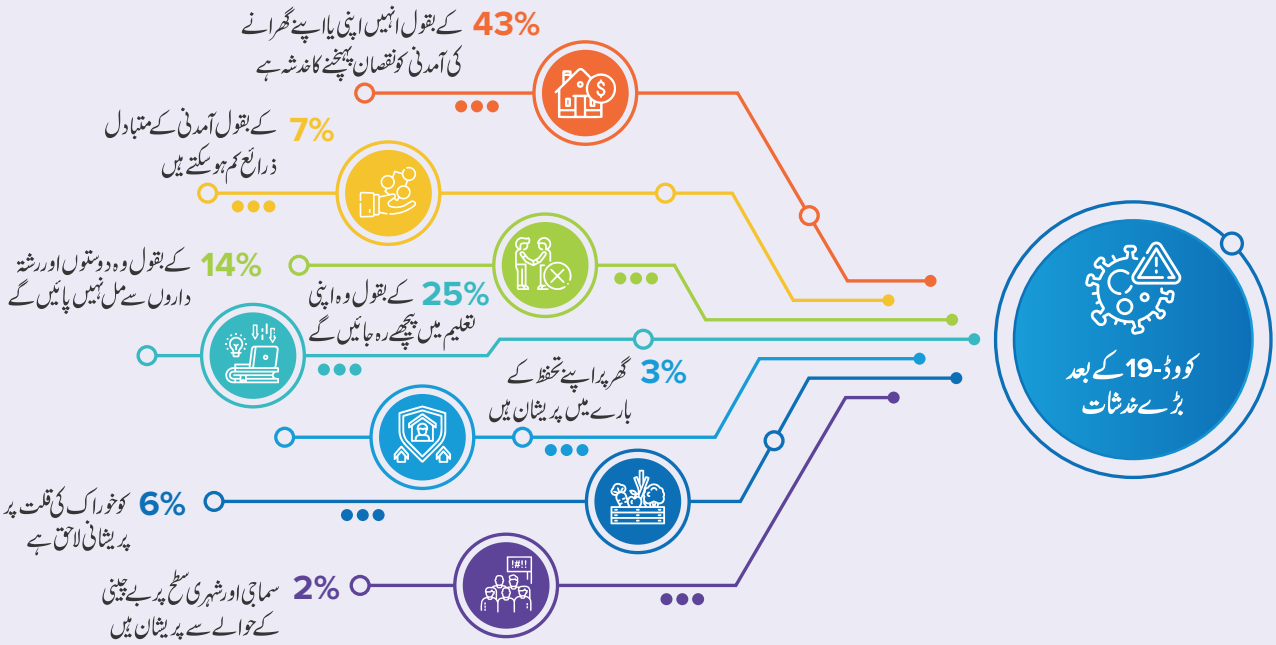

تجزیہ اور ممکنہ پالیسی سفارشات

1

آگاہی میں بھرپور اضافہ کی ضرورت ہے، بالخصوص اس بناء پر کہ مریضوں کی تعداد میں ہوشربا اضافے کا سلسلہ جاری ہے، کیونکہ نوجوان ابھی بھی وائرس کے ہاتھوں اپنی یا دوسروں کی صحت کے لئے پیدا ہونے والی پیچیدگیوں کو سنجیدگی سے نہیں لے رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ رابطہ ورسائی کی سرگرمیوں کے لئے ایسا تخلیقی مواد تیار کرنے اور آگاہی کے ایسے مواقع پیدا کرنے کی ضرورت ہے جو نوجوانوں کو وباء کے بارے میں درست اور مصدقہ معلومات لوگوں تک پہنچانے پر مائل کریں۔

2

والدین کے ساتھ مل کر کام کرنا طرزِ عمل پر اثر دکھانے میں انتہائی اہم ثابت ہوگا۔ ایسی تخلیقی سرگرمیاں جن سے والدین میں آگاہی پیدا ہو، صحت عامہ پر مثبت اثرات دکھا سکتی ہیں۔

3

کووڈ-19 ابھی جاری ہے اور ان حالات میں نوجوانوں کے لئے ذرائع آمدن کی ایسی بڑے پیمانے کی سرگرمیوں پر زور دینے کی ضرورت واضح دکھائی دیتی ہے جو سماجی فاصلے کے اقدامات سے ہم آہنگ ہوں تاکہ نوجوان اپنی اور اپنے گھر والوں کی کفالت میں مدد دے سکیں۔

4

وباء کے نتیجے میں ملک میں لوگوں میں ذہنی صحت صحت کے دیرتک رہنے والے سنگین مسائل بڑھ سکتے ہیں اور اس بات کو یقینی بنانے کے لئے زیادہ اقدامات کی ضرورت ہوگی کہ نوجوانوں کو ذہنی صحت سے متعلق معاونت کی سہولیات میسر ہوں۔

5

پاکستانیوں میں سیکھنے کی شدید خواہش نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ حکومت اور عطیہ دہندگان کو ایسی راہیں نکالنا ہوں گی جن سے موجودہ حالات میں جب بڑی تعداد میں نوجوان گھر پر ہیں، روزگار میں مدد گار مہارتوں میں اضافہ ہو سکے (فاصلاتی تعلیم و تربیت کی تخلیقی سرگرمیاں، واٹس ایپ کے ذریعے تربیت، وغیرہ)۔

6

نوجوانوں کو فی الحال ایسی راہیں نہیں مل رہیں جن کی بدولت وہ کووڈ-19 کے بعد ایک ایسے مستقبل کے بارے میں سوچ سکیں جو محض حفظان صحت کے اعتبار سے نہیں بلکہ معاشی اور سیاسی طور پر بھی زیادہ پائیدار، مساویانہ اور منصفانہ ہوگا۔ نوجوانوں کے لئے ایک ایسے بامعنی وژن پر کام کرنے کی ضرورت ہے جو آئندہ لائحہ عمل پر حکومت پاکستان کی پالیسی سازی میں رہنمائی کا کام دے سکے۔

7

کووڈ-19 کے نتیجے میں پاکستان میں عدم استحکام اور عدم تحفظ سے متعلق خدشات کو اس وقت شاید بڑھا چڑھا کر پیش کیا جا رہا ہو لیکن جیسے جیسے نظام صحت پر دباؤ بڑھ رہا ہے اور معاشی بحران جاری ہے تو یہ باتیں شاید زیادہ معقول لگنے لگیں گی۔

آراء

ہمارے نوجوانوں کی خود مختاری

ماہرین کی رائے

آراء

ہنرمند پاکستان - ہنر، سب کے لئے
ایک قومی تقاضا

جاوید حسن

چیئرمین

نیشنل ووکیشنل اینڈ ٹیکنیکل ٹریننگ کمیشن

پاکستان کی کل بیس کروڑ ستر لاکھ آبادی میں ساٹھ فیصد سے زائد، 35 سال سے کم عمر افراد پر مشتمل ہے۔ اس "ہجوم نوجواناں" کو مہارتوں پر مبنی ملکی اور غیر ملکی لیبر مارکیٹوں کا حصہ بننے کے لئے تربیت دے کر ہنرمند بنا دیا جائے تو یہ نہ صرف ملک کی صنعتی پیداواری صلاحیت، مسابقتی حیثیت، ملکی پیداوار اور برآمدات میں بہتری کی نوید بن جائیں گے بلکہ بیرون ملک سے رقوم کی ترسیل میں بھی نمایاں اضافہ ہوگا۔ تاہم آبادی کے یہ ثمرات ہمیشہ باقی نہیں رہیں گے اور اگر یہ اسی طرح غیر ہنرمندہ گئے اور معاشی سرگرمیوں کا حصہ نہ بنے تو عین ممکن ہے کہ یہ غربت کا شکار لوگوں کی بڑھتی تعداد میں اور مایوس کن اعداد و شمار میں مزید اضافے کا باعث بن جائیں گے۔ اس سے بدتر یہ کہ ان میں سے بعض، سماج دشمن سرگرمیوں کی راہ اختیار کرلیں گے۔ ہمارے ملک کو اپنے اس عظیم ترین اثاثے یعنی نوجوانوں کی صورت میں پیدا ہونے والے موقع سے فائدہ اٹھانا ہوگا۔

مہارتوں کی تربیت کی ضرورت

دنیا بھر کی ترقی یافتہ معیشتیں ہوں یا پھر ابھرتی ہوئی منڈی کی معیشتیں، لاتعداد مثالوں سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ تکنیکی و پیشہ ورانہ تعلیم و تربیت (ٹی وی ای ٹی) نوجوانوں کو ثمر آور سرگرمیوں میں شامل کرنے کا مختصر ترین اور تیز ترین راستہ ہے۔ ایک اندازے کے مطابق امریکہ میں افرادی قوت کا تقریباً 52 فیصد، برطانیہ میں 68 فیصد، جرمنی میں 75 فیصد، جاپان میں 80 فیصد، اور جنوبی کوریا میں 96 فیصد باضابطہ مہارتوں کی تربیت حاصل کر چکے ہیں۔[1] دوسری جانب پاکستان میں اس طرح کی تربیت حاصل کرنے والوں کا تناسب پانچ فیصد سے بھی کم ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ پاکستان میں کچھ عرصہ پہلے تک ٹی وی ای ٹی کے شعبے کو نظرانداز کیا جاتا رہا ہے اور سرکاری اور نجی شعبے کی جانب سے اس میں سرمایہ کاری برائے نام رہی ہے۔ اس شعبے میں تربیت کی استعداد محدود ہے، ورکشاپس اور لیبارٹریاں فرسودہ ہیں، تربیتی سامان متروک ہو چکا ہے، تربیت کے طریقے قدیم ہیں اور نصاب ہمارے دور کے تقاضوں سے ہرگز ہم آہنگ نہیں ہے۔ لہٰذا یہ شعبہ معیار اور مقدار دونوں اعتبار سے ملکی اور بین الاقوامی منڈیوں کی ضروریات کے مطابق مہارتوں کی تربیت فراہم کرنے میں ناکام رہا ہے۔

ایک اندازے کے مطابق ہر سال 18 لاکھ افراد لیبر مارکیٹ میں قدم رکھتے ہیں۔[2] اس میں آپ تقریباً ان تیس لاکھ نوجوانوں کو بھی شامل کر لیں جو باضابطہ سکول تعلیم حاصل نہیں کر پائے لیکن اگر ہم آبادیاتی ثمرات سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں تو ان لوگوں کو بھی تربیت دینا بہرحال ضروری ہے۔ لہٰذا، اگر ہم ان نوجوانوں کو ثانوی تعلیم کے دیگر شعبوں میں داخل ہونے سے روک دیں تو بھی تقریباً تیس لاکھ نوجوانوں کی استعداد بہتر بنانے اور انہیں ہنر سے لیس کرنے کی ضرورت ہوگی۔

یہ فوری تقاضا اپنی جگہ موجود ہے لیکن ٹی وی ای ٹی کے باضابطہ شعبے میں موجود 3,740 تربیتی اداروں، جہاں تربیت یافتہ اساتذہ کی تعداد اٹھارہ ہزار ہے، میں اندازاً صرف چار لاکھ افراد کو تربیت دینے کی گنجائش موجود ہے۔[3] اگر ان تمام تیس لاکھ نوجوانوں کو تربیت کے روایتی طریقہ کار کے تحت بھی مہارتوں کی تربیت دینا ہو تو ہمیں کم از کم 45 ہزار مزید تربیتی اداروں کی ضرورت ہوگی اور مزید دو لاکھ ٹی وی ای ٹی اساتذہ کو اس نظام کا حصہ بنانا ہوگا۔[4] ٹی وی ای ٹی شعبے کی تشکیل نو کی فوری ضرورت اور مالی رکاوٹوں کا تقاضا ہے کہ ہم مہارتوں کی تربیت کے لئے جدت آمیز طریقے اپنائیں اور فنڈز کے کئی مختلف ذرائع پیدا کریں۔

بیرون ملک سے ترسیل زر پاکستانی معیشت کو سہارا دینے والا ایک اہم ستون ہے اور اعلیٰ تربیت یافتہ افرادی قوت کا مسلسل بہاؤ نہ صرف اس ترسیل زر کو پائیدار بنانے بلکہ زرمبادلہ کے اس اہم ترین ذریعہ کو ملک کے لئے بھرپور انداز میں فائدہ مند بنانے کے لئے بھی ناگزیر ہے۔

بین الاقوامی منڈی میں موجود سود مند روزگار کے مواقع میں پاکستانی نوجوانوں کی کھپت ایک اور ناگزیر تقاضا ہے جس کی بناء پر نوجوانوں کو عالمی منڈی کے تقاضوں کے مطابق مہارتوں سے لیس کرنا ضروری ہے۔ تاہم عالمی منڈیوں میں پاکستانی نوجوانوں کی اکثریت غیر ہنرمند کارکنوں کے طور پر کام کرتے ہیں جن کی آمدنی ہنرمند کارکنوں کے مقابلے میں تین گنا کم ہے۔ مزید برآں، عالمی منڈی میں اعلیٰ مہارتوں کی حامل افرادی قوت کی بڑھتی مانگ کے باعث ہمارے مقابل دیگر ممالک ہمیں تیزی سے پیچھے چھوڑ رہے ہیں۔

لہٰذا، ٹی وی ای ٹی کا ایسا مضبوط ادارہ جاتی نظام وضع کرنا اشد ضروری ہے جو نہ صرف بین الاقوامی معیار کے مطابق ہنرمند افرادی قوت تیار کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو بلکہ جو روزگار کی عالمی منڈی کے تقاضوں سے آگاہ رہے اور مستقل بنیاد پر اپنے اندر بہتری لانے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

پاکستان میں مہارتوں کی تربیت کے مواقع بڑھانے کی نئی راہیں

i. قلیل مدتی اقدامات

کچھ فوری اقدامات جو کسی حد تک قلیل مدت میں ٹی وی ای ٹی کی تربیتی استعداد نمایاں حد تک بہتر بنا سکتے ہیں، کو بنیادی ڈھانچے کی موجودہ سہولیات میں کوئی توسیع کئے بغیر عملی جامہ پہنایا جا سکتا ہے۔ ان اقدامات میں درج ذیل شامل ہو سکتے ہیں: موجودہ سہولیات کو بھرپور طریقے سے بروئے کار لایا جائے مثلاً تربیتی پروگراموں کی دو، دو شفٹیں کر دی جائیں۔ ٹی وی ای ٹی کے شعبے میں نجی سکول نظام کا کردار بڑھایا جائے۔ اعلیٰ درجے کی ٹیکنالوجیز کے سلسلے میں یونیورسٹیوں کو بھی ٹی وی ای ٹی نظام کا حصہ بنا دیا جائے۔ پورے ملک میں اپرنٹس شپ قوانین پر عملدرآمد کرایا جائے۔ عملی تربیت کو تسلیم کرنے (Recognition of Prior Learning) کے نظام پر عملدرآمد کیا جائے۔ فری لانس وغیرہ

1 جاوید حسن (2019)۔ Skills for All - A National Imperative for Pakistan where Youth is mainly Ignored. جو یہاں سے دستیاب ہے:
https://www.globalvillagespace.com/skills-for-all-a-national-imperative-for-pakistan-where-youth-is-mainly-ignored/

2 ایضاً

3 حکومت پاکستان، وزارت وفاقی تعلیم و پیشہ ورانہ تربیت ٹاسک فورس برائے تعلیم (2018)۔ National "Skills for All" Strategy A Roadmap for Skill Development in Pakistan۔ جو یہاں سے دستیاب ہے:
https://tvetreform.org.pk/wp-content/uploads/downloads/Reports%20and%20Publications/National%20Skills%20for%20All%20Strategy.pdf

4 ایضاً

جیسی سرگرمیوں کے لئے فاصلاتی / آن لائن نظام تعلیم متعارف کرایا جائے۔علاوہ ازیں تربیتی مواقع کے سلسلے میں نجی اور سرکاری شعبے کے درمیان اشتراک عمل کا جائزہ لیا جائے اور مدارس میں ووکیشنل ورکشاپس / ادارے قائم کر دیئے جائیں تو یہ بھی استعداد بڑھانے اور معاشرے کے تمام طبقات سے تعلق رکھنے والے نوجوانوں کی شمولیت یقینی بنانے میں کلیدی کردار ادا کر سکتے ہیں۔

ii. نجی شعبے کے ساتھ اشتراک عمل

مذکورہ بالا تجاویز سے جہاں قلیل مدت میں استعداد کی کمی دور کرنے میں مدد مل سکتی ہے، وہیں چونکہ یہ ایک بڑا چیلنج ہے اس لئے ٹی وی ای ٹی کے موجودہ بنیادی ڈھانچے کی توسیع پر سرمایہ کاری کرنا ضروری ہوگا۔ موجودہ تربیتی استعداد نہ صرف ہماری قومی استعداد کے لحاظ سے ناکافی ہے بلکہ یہ اس معیار کی تربیت فراہم کرنے کے اعتبار سے بھی محدود ہے جس کی مانگ روزگار کی قومی اور بین الاقوامی منڈیوں میں پائی جاتی ہے۔اس سلسلے میں آنے والے کئی سالوں تک کھربوں روپے کی سرمایہ کاری کی ضرورت ہوگی۔اگرچہ حکومت کو سازگار ماحول مہیا کرنے کے لئے اپنا ناگزیر کردار ادا کرنا ہوگا لیکن اس چیلنج پر پورا اترنے کے لئے اشد ضرورت ہے کہ نجی شعبے کو بھی اس میں بامعنی اور سودمند انداز میں شامل کیا جائے۔

iii. صنعتی اشتراک عمل

تعلیم یافتہ نوجوانوں کی تیاری اور کھپت میں صنعتی شعبے کو فعال طریقے سے شامل کرنے سے نہ صرف نوجوانوں کو حصول روزگار میں مدد گار مہارتوں کی شکل میں فائدہ پہنچے گا بلکہ اس سے صنعت کی پیداواری و مسابقتی حیثیت اور کارکردگی میں بھی بہتری آئے گی۔جرمنی، برطانیہ اور آسٹریلیا جیسے ممالک میں ٹی وی ای ٹی کا پورا نظام ان کی صنعت کی ملکیت ہے جو اس کا انتظام چلا رہی ہے اور اسے آگے بڑھا رہی ہے۔اس کا سبب یہ ادراک ہے کہ ہنرمند کارکن بہتر پیداواری صلاحیت، صنعتی کارکردگی اور مصنوعات کا معیار یقینی بنانے میں سب سے اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ پاکستان میں اس طرز کا ماحول پیدا کرنے میں مدد دینے کے لئے وفاقی صوبائی دونوں سطح کی حکومتیں سرکاری اور نجی شعبے کے درمیان اشتراک عمل کے امکانات کا جائزہ لے سکتی ہیں اور صنعتی تقاضوں کے مطابق ٹی وی ای ٹی ادارے قائم کر سکتی ہیں جن کا انتظام و انصرام مشترکہ طور پر صنعت اور حکومت کے ہاتھ میں ہو۔

جنوبی ایشیا میں دیکھیں تو بھارت، سری لنکا اور نیپال جیسے ممالک نے صنعتی شعبے کا کردار بڑھا کر اپنے ٹی وی ای ٹی کے نظاموں کی تشکیل نو میں نمایاں پیشرفت دکھائی ہے جس کا نتیجہ ہے کہ ماضی میں جہاں یہ ممالک رسد پر مبنی روایتی نظام کے تحت کام کر رہے تھے تو اب یہ طلب کے مطابق موزوں مہارتوں کی تربیت کے طریقہ کار (سی بی ٹی) پر عمل کر رہے ہیں۔طلب پر مبنی نظام مختلف طریقوں سے ٹی وی ای ٹی کے تمام تر نظام میں صنعتی شعبے کی باقاعدہ اور منظم شکل میں شمولیت کو یقینی بناتا ہے۔

پاکستان کی موجودہ حکومت صنعتی شعبے کی مشاورت سے حال ہی میں متعارف کرائے گئے ''نیشنل ووکیشنل کوالیفکیشنز فریم ورک'' (این وی کیو ایف) اور صنعت کی زیر قیادت دیگر سرگرمیوں کے تحت سی بی ٹی کے آزمائشی پروگرام پر کام کر رہی ہے۔اصل مقصد تربیتی سرگرمیوں میں بڑی حد تک رسد پر مبنی سوچ سے طلب پر مبنی طریقہ کار کی جانب قدم بڑھانا ہے جس میں باضابطہ نجی شعبہ اپنا بھرپور کردار ادا کرے۔وقت کے ساتھ اس سے آجروں کو ایسے کورسز کی نشاندہی کرنے اور انہیں وضع کرنے میں مدد ملے گی جن سے حاصل ہونے والی مہارتوں اور علوم کی کھپت آسان ہوگی۔ صنعت اور تربیتی اداروں کے درمیان اشتراک عمل اس لحاظ سے بھی فائدہ مند ہوگا کہ روزگار کے لئے موزونیت زیادہ ہوگی، کام کی جگہ پر پیداواری صلاحیت بہتر ہوگی اور کاروباری اداروں کے درمیان مقابلہ بڑھے گا جس سے بحیثیت مجموعی سماجی و معاشی ترقی کی راہ ہموار ہوگی۔

موجودہ سرگرمیاں اور آئندہ لائحہ عمل

ملک میں اس وقت وزیراعظم عمران خان کی زیر قیادت حکومت برسر اقتدار ہے جو ان چیلنجوں کے ساتھ ساتھ ان مواقع سے بھی بخوبی آگاہ ہے جو نوجوان آبادی کی شکل میں ہمارے سامنے موجود ہیں۔اس سے اہم بات یہ ہے کہ اس نے نوجوانوں کو مہارتوں سے لیس کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے تاکہ وہ اپنی بے پناہ استعداد کو عمل میں لا سکیں اور نیا پاکستان کی ترقی میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

رواں سال جنوری میں وزیراعظم نے ''ہنرمند پاکستان پروگرام'' کا آغاز کیا جس کا مقصد تکنیکی و پیشہ ورانہ تربیت کے شعبے کو روزگار کی قومی اور بین الاقوامی منڈیوں کے تقاضوں کے مطابق بنانے میں مہمیز کا کام دینا ہے۔ مہارتوں کی تربیت کی سابقہ سرگرمیوں میں محض تعداد بڑھانے پر زور دیا جاتا تھا جبکہ صنعت کے تقاضوں کے مطابق معیاری تربیت فراہم کرنے پر کچھ زیادہ توجہ نہیں دی جاتی تھی۔تاہم ہنرمند پاکستان پروگرام میں جدید ترین ٹیکنالوجیز مثلاً 'آرٹیفشل انٹیلی جنس' (Artificial Inetlligence)، 'انٹرنیٹ آف تھنگز' (Internet of Things)، 'کلاؤڈ کمپیوٹنگ' (Cloud Computing) وغیرہ میں مہارتوں کی تربیت کو مدنظر رکھا جا رہا ہے بلکہ یہ ملک میں بحیثیت مجموعی تکنیکی و پیشہ ورانہ تربیت کی استعداد اور معیار کا دائرہ وسیع کرنے پر بھی کام کرے گا۔

مالی مشکلات کے باوجود حکومت نے پروگرام کے پہلے مرحلے کے لئے دس ارب روپے مختص کئے ہیں جس کے تحت ایک لاکھ ستر ہزار نوجوان مہارتوں کی تربیت اور سرٹیفکیشن سے براہ راست مستفید ہوں گے۔ پروگرام کے تحت ستر سمارٹ لیبارٹریاں قائم کی جائیں گی جو جدید ترین ٹیکنالوجی کا استعمال کرتے ہوئے ہمارے نوجوانوں کو فاصلاتی تعلیم کی سہولیات فراہم کریں گی۔بیس ہزار کے لگ بھگ نوجوانوں کو اپرنٹس شپ کے ذریعے مختلف صنعتوں میں تربیت کا موقع فراہم کیا جائے گا۔ ملک بھر کے ستر مدارس میں مہارتوں کی تربیت کی سہولیات فراہم کی جائیں گی تاکہ مدارس میں زیر تعلیم نوجوان بھی ہر طرح کے پیشہ ورانہ مواقع سے فائدہ اٹھا سکیں۔

علاوہ ازیں، بین الاقوامی سطح پر روابط بڑھانے اور پاکستانی کوالیفکیشن کی بین الاقوامی میدان میں تسلیم شدہ حیثیت یقینی بنانے کے لئے تکنیکی تربیت کے پچاس پاکستانی اداروں کا الحاق بہترین الاقوامی اداروں کے ساتھ کیا جائے گا تاکہ مشترکہ ڈپلومہ / سرٹیفکیٹ پروگرام پیش کئے جا سکیں۔ نوجوانوں کو روزگار کی عالمی منڈی کے مطابق تیار کرنے کے لئے دس ممالک کے لئے مخصوص سہولت مراکز بھی قائم کئے جائیں گے۔ملک بھر میں دی جانے والی تکنیکی تربیت کو یکساں معیار کے مطابق بنانے اور اسے بین الاقوامی ڈگریوں کے مساوی بنانے کے لئے کم از کم دو سو ''سٹینڈرڈ کوالیفکیشنز'' وضع کی جائیں گی۔تدریسی و تربیتی معیار بہتر بنانے کے لئے دو ہزار پاکستانی انسٹرکٹرز کو ٹیکنالوجی کے شعبے میں جدید ترین تربیت دی جائے گی جس کے لئے ترقی یافتہ ممالک سے ماسٹر ٹرینرز کو مدعو کیا جائے گا۔ہمارے ہنرمند نوجوانوں میں 'انٹرپرینیورشپ' کی حوصلہ افزائی کے لئے ''نیشنل یوتھ ایمپلائمنٹ انیشیٹو'' قائم کیا جائے گا۔اس کے بعد پچاس ''بزنس انکیوبیشن سنٹرز'' (بی آئی سی) قائم کئے جائیں گے۔

پروگرام کے تحت اس امر کو بھی یقینی بنایا جائے گا کہ مہارتوں میں بہتری کے ان مواقع کو بروئے کار لاتے ہوئے سی پیک کے منصوبوں کے لئے درکار ہنرمند افرادی قوت تیار کی جائے۔پروگرام کے ذریعے خواتین اور معاشرے کے دیگر محروم طبقات کو معاشی طور پر خودمختار بنانے کے لئے بھی کام کیا جائے گا جس کے لئے خصوصی انتظامات کئے جا رہے ہیں۔ پروگرام کا مقصد نہ صرف ملک میں بیروزگاری کو کم کرنے میں مدد دینا ہے بلکہ صنعت کے لئے ہنرمند افرادی قوت کی دستیابی کو بھی یقینی بنانا ہے۔یہ سب کچھ نوجوانوں کی حصول روزگار میں مددگار مہارتوں کو بہتر بنانے کے لئے ضروری ہے تاکہ وہ معیشت میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔ اس کے نتیجے میں جو ہنرمند نوجوان تیار ہوں گے وہ ہماری صنعت کو بین الاقوامی مسابقتی تقاضوں کے مطابق بنائیں گے اور ہماری برآمدات میں اضافے کا سبب بنیں گے۔

شمولیت کی آزادی

ڈاکٹر تانیہ سعید

اسسٹنٹ پروفیسر، سوشیالوجی
لاہور یونیورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز (لمس)
چیئر، ساؤتھ ایشیا سپیشل انٹرسٹ گروپ
کمپیریٹو اینڈ انٹرنیشنل ایجوکیشن سوسائٹی
شریک مصنفہ،
"Youth and the National Narrative. Education, Terrorism and the Security State in Pakistan"

تعارف

شہری و سیاسی شمولیت (Civic & Political Engagement) کی آزادی، جمہوریت کی نشوونما میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ پاکستان کے سیاق وسباق میں دیکھا جائے تو کل آبادی کا تقریباً 67 فیصد تیس سال سے کم عمر ہیں اور 15 سے 29 سال عمر کے افراد آبادی کا تقریباً 29 فیصد ہیں، لہٰذا جمہوری پاکستان کے مستقبل کا انحصار سیاسی لحاظ سے سرگرم نوجوانوں پر ہے۔ تاہم یہ سب نوجوان ایک جیسے نہیں ہیں بلکہ یہ طبقے، نسل، مذہب، صنف، جنسی رجحانات اور جغرافیائی وابستگی کی بناء پر ایک دوسرے سے الگ ہیں۔ لہٰذا پاکستانی نوجوانوں کے معاملے میں شہری یا سیاسی کسی بھی طرح کی "شمولیت کی آزادی" کی نوعیت کا اندازہ لگانے کے لئے ضروری ہے کہ ان کے انواع واقسام کے تجربات کو پیش نظر رکھا جائے اور ان کی روشنی میں ان کی شمولیت کے لئے موجود گنجائش اور اس کی سمت کا تعین کیا جائے۔

جمہوری سیاسی وشہری شمولیت کی شرائط ریاست اور نظام تعلیم کے ہاتھوں مزید دو چند ہو جاتی ہیں جو صرف کنٹرولڈ صورتوں میں 'شمولیت' کی اجازت دیتے ہیں اور 'اختلاف رائے' اور ایسی سیاسی شناخت پر قدغنیں عائد کرتے ہیں جو ریاست کے منظور شدہ بیانیہ کے خلاف ہو۔ نمونے کے طور پر لئے گئے 1900 پاکستانی نوجوانوں کے سروے سے پتہ چلا کہ 'سیاسی خواندگی' کی ناقص صورتحال اور جمہوری اداروں پر اعتماد کا فقدان ایک اور مسئلہ ہے جس نے شہریوں اور ریاست کے درمیان میثاق معاشرت یا سوشل کنٹریکٹ کو کمزور کر دیا ہے۔[1]

یہ تمام حدود اپنی جگہ، لیکن شہری و سیاسی شمولیت کی ایسی راہیں موجود ہیں جو پاکستان میں تبدیلی کا امکان پیدا کر سکتی ہیں۔ اس کی بعض مثالوں میں سے ایک پروگریسو سٹوڈنٹس کلیکٹو (پی ایس سی) ہے جو طلبہ کے اس سالانہ یکجہتی مارچ کے منتظمین میں بھی شامل ہیں جس کے لئے وہ اور ان کے اتحادی ملک بھر سے جمع ہوتے ہیں۔ ایسی ہی ایک اور مثال سالانہ عورت مارچ ہے جس میں ہر طرح کے پس منظر سے تعلق رکھنے والے مرد، خواتین اور مخنث افراد حصہ لیتے ہیں اور یوں صنفی امتیاز اور تشدد سے متعلق امور پر سرگرمیوں کی راہ نکلتی ہے۔ یہ دو مثالیں نوجوانوں کے ان مسائل کو بھی اجاگر کرتی ہیں جو تمام طبقات، نسلوں، مذاہب، اصناف، جنسی رجحانات اور جغرافیائی وابستگیوں میں پائے جاتے ہیں۔ شمولیت کی دیگر صورتیں مختلف سرگرمیوں مثلاً یوتھ پارلیمنٹ، نیشنل یوتھ اسمبلی اور غیر سرکاری تنظیموں (این جی اوز) کے زیر اہتمام شہری سرگرمیوں کی شکل میں بھی دیکھنے کو ملتی ہیں جو شہری ذمہ داری کے احساس کو فروغ دینے کے لئے مصروف عمل دکھائی دیتے ہیں۔

پاکستان نیشنل ہیومن ڈویلپمنٹ رپورٹ 2017 (این ایچ ڈی آر) کے مطابق صرف 24 فیصد پاکستانی نوجوانوں نے سیاست دانوں پر اعتماد کا اظہار کیا لیکن پھر بھی 90 فیصد مرد اور 55 فیصد خواتین 2018 کے انتخابات میں حصہ لینے کے خواہشمند تھے۔[2] مختلف سیاسی جماعتوں بالخصوص پاکستان تحریک انصاف (پی ٹی آئی)، جو اپنی پالیسیوں میں 'نوجوانوں' کو مرکزی حیثیت دینے کی دعویدار ہے، نے "نوجوانوں کے ووٹ" کو فعال بنا کر سیاسی عمل میں ان کی دلچسپی بڑھانے میں یقیناً اپنا کردار ادا کیا۔ لیکن اگر موثر 'سیاسی خواندگی' کا اہتمام نہ کیا جائے اور ایک ایسے جمہوری عمل کو پوری طرح نہ سمجھا جائے جو محض عوامی لیڈروں اور سیاسی جماعتوں کے نعروں تک محدود نہیں ہوتا، تو اس بات کا خطرہ بڑھ جاتا ہے کہ اس دلچسپی کو بروئے کار نہیں لایا جا سکے گا۔

شمولیت کی آزادی میں آن لائن آزادی بھی شامل ہے۔ پاکستان میں انٹرنیٹ کا استعمال کل آبادی کا 32.9 فیصد ہے جبکہ "فریڈم آن دی نیٹ" کے سکیل پر پاکستان کا رینک 26 (آزاد نہیں ہے) ہے جو مصر اور ازبکستان کے برابر ہے۔[3] فیس بک کے 2017 کے "آڈیئنس انسائٹس" (Audience Insights) سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان میں فیس بک کے ڈھائی سے تین کروڑ فعال صارفین (22 فیصد خواتین اور 78 فیصد مرد) موجود ہیں۔[4] ان میں 57 فیصد خواتین اور 48 فیصد مرد ایسے ہیں جن کی عمریں اٹھارہ سے چوبیس سال کے درمیان ہیں اور ان کی بڑی اکثریت لاہور اور کراچی میں رہتے ہیں۔[5]

انٹرنیٹ تک محدود رسائی کے باوجود آن لائن سائٹس بالخصوص سوشل میڈیا کی نگرانی یا سرویلنس نئی حکومت کے دور میں "شہریوں کو (آن لائن نقصان سے) تحفظ دینے کے قواعد، 2020" کے اجراء سے بڑھ گئی ہے جو شہریوں کے آزادی اظہار اور نجی راز داری یا پرائیویسی کے حق کے منافی ہے۔[6] شمولیت کی آزادی محدود کرنے کے اس بڑھتے رجحان کے پیش نظر پی ایس سی یا عورت مارچ جیسی نوجوانوں کی تحریکیں ملک میں تبدیلی کا ایک امکان اور متبادل پیدا کرتی ہیں۔ یہ تحریکیں ملک بھر میں پاکستانی نوجوانوں کی آوازوں کو متحد کرنے کی کوششیں کر رہی ہیں، ان کے حقوق کا مطالبہ کر رہی ہیں اور احتجاج و اجتماع کے جمہوری عمل کے تحت ریاستی اداروں کے احتساب کا مطالبہ کر رہی ہیں۔

شہری و سیاسی شمولیت کیا ہے؟

شہری و سیاسی شمولیت ایسے انفرادی یا اجتماعی عمل کی شکل اختیار کر سکتی ہے جو عوامی دلچسپی کے امور سے جڑے ہوں جبکہ سیاسی شمولیت میں

1 دیکھیں لال، میری، تانیہ سعید (2020)۔ Youth and the National Narrative. Education, Terrorism and the Security State in Pakistan. لندن: بلومزبری
2 یو این ڈی پی پاکستان (2018)۔ "پاکستان نیشنل ہیومن ڈویلپمنٹ رپورٹ، 2017، جواں پاکستان کو بنائیں قوت کا نشاں"
3 فریڈم ہاؤس (2019)۔ Freedom on the Net 2019. The crisis of social media
4 سعید، لال (2020)۔ Facebook Audience Insights 2017
5 ایضاً
6 ڈیجیٹل رائٹس فاؤنڈیشن (2020)۔ DRF Condemns Citizen's Protection (Against Online Harm) Rules 2020 as an Affront on Online Freedoms جو یہاں سے دستیاب ہے: https://digitalrightsfoundation.pk/drf-condemns-citizens-protection-against-online-harm-rules-2020-as-an-affront-on-online-freedoms/

ووٹ کا حق استعمال کرتے ہوئے یا مختلف سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہوئے جمہوری عمل کا حصہ بننا شامل ہے جس سے جمہوریت کو استحکام ملتا ہے اور اہل اقتدار کا احتساب ہوتا ہے۔[7]

'جمہوریت کی روح' عام شہریوں کی خودمختاری میں ہے جو انسانی خودمختاری کے ماڈل' کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ یہ ماڈل تین جہتوں پر کام کرتا ہے: 'عملی ذرائع' جن میں 'مادی' اور 'ذہنی' ذرائع مثلاً تعلیم اور مہارتیں شامل ہیں جو لوگوں کو اپنی زندگیاں اپنی مرضی پر چلانے میں مدد دیتے ہیں۔ 'اظہار ذات کی اقدار' جو اقدار کے نظام کو جمہوریتوں میں عظیم تر شمولیت کی جانب بڑھاتی ہیں۔ اور 'جمہوری ادارے' جو اپنے شہریوں کو 'شہری و سیاسی حقوق' کی فراہمی یقینی بناتے ہیں۔[8]

لہٰذا، جمہوریت کی بقاء ان جمہوری اقدار میں ہے جو سماجی و سیاسی زندگی کے تمام پہلوؤں سے جڑی ہیں۔ ان جمہوری اقدار کو پوری طرح عملی شکل دینے کے لئے 'فعال شہری' کے کردار کو اجاگر کرنا بھی ضروری ہے۔ برنارڈ کرک کے مطابق 'اچھا شہری' (Good Citizen) وہ ہوتا ہے جو قوانین کی پابندی کرتا ہے اور 'فعال شہری' (Active Citizen) وہ ہوتا ہے جو معاشرے کی بہتری کی خاطر دوسرے شہریوں کے ساتھ مل کر کام کرتے ہوئے غیر منصفانہ قوانین کو بدلنے کی کوشش کرتا ہے۔[9] 'اچھے شہری' تو مطلق العنان ریاستوں میں بھی ہوتے ہیں کیونکہ اچھا شہری وہ ہے جو قانون کی پابندی کرتا ہے لیکن اصل سماجی تبدیلی صرف 'فعال شہری' ہی لا سکتے ہیں۔

پاکستان میں نوجوانوں کی شمولیت کی نوعیت کا جائزہ لیتے ہوئے یہ فرق خاص طور پر نوجوانوں کی شمولیت کی ان مختلف سرگرمیوں میں دیکھنے کو ملتا ہے جو اس وقت ابھر کر سامنے آ رہی ہیں۔ اس حوالے سے پی ایس سی اور عورت مارچ، برنارڈ کرک کی تعریف کی رو سے 'فعال شہریت' کے زمرے میں آتے ہیں جبکہ یوتھ پارلیمنٹ یا نیشنل یوتھ اسمبلی جیسی تنظیمیں اچھی شہریت کے ایجنڈا کی شکل اختیار کر سکتی ہیں۔ شمولیت کی یہ اقسام کس حد تک کامیاب رہتی ہیں اس کا انحصار ان کے خلاف ہونے والی مزاحمت کی نوعیت یا ان کے لئے جمہوری اداروں کی حمایت پر ہوتا ہے۔

پاکستان میں نوجوانوں کی سیاسی شمولیت کی نوعیت

این ایچ ڈی آر 2017 کے مطابق پاکستان 2010 سے 2015 کے دوران نوجوانوں کی نشوونما کی درمیانی سے پست سطح' پر آ گیا ہے یعنی اس میں 18 فیصد کمی آ گئی ہے جو سیاسی شمولیت میں 69 فیصد کمی اور شہری شمولیت میں 58 فیصد کمی کو ظاہر کرتی ہے۔[10] ایک عمومی اتفاق یہ پایا جاتا ہے کہ نسل در نسل سیاسی شمولیت کی نوعیت میں مزید کمی آتی چلی گئی ہے۔[11] اس کا سبب یونیورسٹیوں میں نگرانی اور کنٹرول کے اس کلچر کو قرار دیا جا سکتا ہے جو نوجوان طلبہ میں کسی بھی طرح کی سیاسی فعالی کو محدود کرتا ہے، جو 1980 کی دہائی میں طلبہ یونینز پر عائد کی گئی پابندی سے بالکل عیاں ہے۔ اس کا ایک اور سبب سکول نظام بھی ہو سکتا ہے جو تنقیدی شمولیت اور سوال پوچھنے کے امکانات کو محدود کر دیتا ہے۔

تاہم 2019 میں پی ایس سی کی زیر قیادت دیگر ترقی پسند طلبہ گروپوں کے ساتھ مل کر کئے گئے طلبہ یکجہتی مارچ نے کنٹرول کے اس کلچر کو بھی چیلنج کیا۔ پی ایس سی کی تشکیل کا مرکزی مقصد ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کرنا تھا جو پاکستان بھر کے نوجوان طلبہ کی شکایات کے ازالہ پر کام کرے۔ یہ پاکستان کے محروم شہریوں کے تمام طبقات کے سماجی، معاشی و سیاسی اور اصل میں انسانی حقوق کی حمایت میں بھی خاصا سرگرم رہا ہے۔ طلبہ یکجہتی مارچ 2019 نے نہ صرف شمولیت کی قوت کو نمایاں کرنے میں بلکہ ان حدود کو بھی اجاگر کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا جو حق اجتماع کے استفادہ میں پاکستانی نوجوانوں کی آزادی کو محدود کرتی ہیں۔ ان کے مطالبات میں دیگر کے علاوہ طلبہ یونینز کی بحالی، تعلیمی اداروں میں جنسی ہراسیت کے بارے میں تحقیقات کی پالیسیوں کی فراہمی، اعلیٰ تعلیم کے شعبے میں کفایت شعاری کے نام پر ہونے والی کٹوتیوں کا خاتمہ، جی ڈی پی کا پانچ فیصد تعلیم کے لئے مختص کرنے اور کیمپسز کو نگرانی سے پاک بنانے کے مطالبات شامل تھے۔ ہزاروں طلبہ اور تدریسی ماہرین، اساتذہ، سول سوسائٹی، انسانی حقوق کے کارکنوں، وکلاء اور شہریوں سمیت ان کے اتحادیوں نے مل کر پاکستان کے تمام شہروں میں یہ مارچ کیا۔ طلبہ یکجہتی مارچ کی کامیابی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس پر صوبائی پارلیمانوں میں اور میڈیا پر پاکستانی نوجوانوں کے حقوق پر گفتگو ہوئی جس میں پی ایس سی ارکان کو بھی مدعو کیا گیا کہ وہ میڈیا کے بڑے چینلز پر آ کر اپنے مطالبات بتائیں۔ مارچ کے بعد پاکستانی حکومت نے اعلان کیا کہ وہ مشاورت کے بعد طلبہ یونینز کی بحالی کے امکانات کا جائزہ لے گی جس کے ساتھ یہ تنبیہ بھی کی گئی کہ یونینز کو ملک کے مستقبل کے لیڈروں کی صلاحیتوں میں نکھار پیدا کرنے کے لئے استعمال کیا جائے گا۔[12] اس کے بعد سندھ حکومت نے 2019 میں طلبہ یونینز کی بحالی کے لئے سندھ سٹوڈنٹس یونین ایکٹ کی منظوری دی لیکن ابھی تک اس پر عملدرآمد دیکھنے کو نہیں ملا۔

عورت مارچ سیاسی شمولیت کی ایک اور مثال ہے۔ عورت مارچ کے منتظمین میں حقوق نسواں کے کارکن، سماجی کارکن، وکلاء اور شہری شامل ہیں جو مختلف کمیونٹیز کو صنفی و جنسی ہراسیت اور تشدد کے علاوہ معاشی استحصال کے خلاف جدوجہد کے لئے فعال کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ تولیدی حقوق، ماحولیاتی انصاف، بنیادی ضروریات زندگی تک رسائی، اقلیتی حقوق، سیاسی شمولیت کے حقوق، میڈیا پر نسلی نمائندگی اور معذوروں کے حقوق پر آواز بلند کرتے ہیں۔ یہ مارچ خواتین کے عالمی دن کے موقع پر 8 مارچ کو کیا جاتا ہے۔ البتہ منتظمین اور شرکاء کو دائیں بازو کے گروپوں کے علاوہ دوسرے شہریوں کی طرف سے بھی جوابی تنقید کا سامنا رہا ہے جو ان پر الزام عائد کرتے ہیں کہ وہ روایت اور ثقافت کے خلاف چل رہے ہیں۔ یہ الزامات ان نعروں اور پلے کارڈز کی وجہ سے عائد کئے جاتے ہیں جنہیں ناگوار تصور کیا جاتا ہے۔ ان میں وہ پلے کارڈز بھی شامل ہیں جن کے ذریعے روزمرہ زندگی میں مخنث افراد کے ساتھ پیش آنے والے تجربات کی گونج سنائی دیتی ہے۔ اس طرح کے اختلاف رائے اور مطالبات پر بات کرنے اور ان کے اظہار کے لئے گنجائش دن بہ دن محدود ہوتی جا رہی ہے۔ اس کا اندازہ اسلام آباد میں ہونے والے عورت مارچ 2020 کے جواب میں سامنے آنے والے ردعمل سے کیا جا سکتا ہے جس کے تحت دائیں بازو کے گروپوں کے ارکان نے 'حیا مارچ' کا اہتمام کیا۔ مارچ اس وقت اپنے اختتام کو پہنچا جب حیا مارچ کے مظاہرین نے عورت مارچ کے مظاہرین کو پتھر مارنا اور ان پر حملے کرنا شروع کر دیئے۔ یہ تصادم بھی ظاہر کرتا ہے کہ مختلف نظریات سے وابستگی رکھنے والے شہریوں کے درمیان کس طرح کی کشیدگی، مخاصمت اور تقسیم پائی جاتی ہے۔

ان دونوں صورتوں میں حکومت کا جواب شمولیت کی کسی بھی آزادی کے حق میں 'جمہوری اقدار' کو یقینی بنانے میں سب سے اہم کردار ادا کرتا ہے۔ طلبہ یکجہتی مارچ پر حکومت کا جواب یہ ہے کہ حکومت کے طے کئے ہوئے فریم ورک کے اندر رہتے ہوئے طلبہ یونینز پر بحث شروع کی جائے جو اس ہمہ گیر ڈھانچے کی عکاسی کرتا ہے جس کی وجہ سے پاکستانی نوجوانوں کی شمولیت اپنی نوعیت کے اعتبار سے یونہی محدود رہ جائے گی۔ عورت مارچ کے منتظمین کو شروع میں مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا اور طویل مذاکرات کے بعد حکومت نے انہیں یہ مارچ کرنے کی اجازت دی جبکہ صوبائی حکومتوں نے اضافی سیکورٹی بھی فراہم کی۔ تاہم اب دیکھنا یہ ہے کہ اسلام آباد میں عورت مارچ پر حملہ کرنے والے شر پسندوں کے خلاف کیا قانونی کارروائی کی جاتی ہے جس سے اندازہ ہو گا کہ حکومت جمہوری اقدار کے ذریعے سیاسی شمولیت کے لئے کس قدر گنجائش پیدا کر رہی ہے۔

یہ دونوں مثالیں جہاں برنارڈ کرک کے بقول 'فعال شہری' کی عکاسی کرتی ہیں، وہیں 'اچھے شہری' آپ کو یوتھ پارلیمنٹ یا نیشنل یوتھ اسمبلی کی شکل میں مل سکتے ہیں۔ یوتھ پارلیمنٹ ایک بلامنافع تنظیم ہے جس کی کوئی سیاسی وابستگی نہیں ہے البتہ اس کا آغاز سلیبریٹی سے سیاست دان بننے والی ایک شخصیت ابرار الحق نے کیا جو اس وقت پی ٹی آئی کا حصہ ہیں۔ اس پروگرام کا مقصد پاکستان کے نوعمر اور نوجوان افراد کی صلاحیتوں اور خوبیوں کو بہتر بناتے ہوئے اور انہیں رہنمائی فراہم کرتے ہوئے سیاسی خواندگی کو فروغ دینا ہے تاکہ اسے بامقصد اور فلاح عامہ کی شکل دی

---

7 بمطابق مذکورہ بالا نمبر 2

8 ویلزیل سی، انگل ہارٹ آر (2008)۔ The Role of Ordinary People in Democratization۔ جرنل آف ڈیموکریسی، 19:1، صفحہ 126-140

9 کرک بی (2007)۔ Citizenship: The Political and the Democratic۔ برٹش جرنل آف ایجوکیشنل سٹڈیز۔ 55:3، صفحہ 235-248

10 بمطابق مذکورہ بالا نمبر 2، صفحہ 114

11 بمطابق مذکورہ بالا نمبر 1

12 ڈان (2019)۔ Govt willing to restore student unions after establishment of 'code of conduct': PM Imran۔ جو یہاں سے دستیاب ہے: https://www.dawn.com/news/1519856